خطاّطی کی ایک مبارک روایت ــــــ حلیۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

* خالد یوسفی

فنِ خطاطی دُنیا بھر کے علمی اور فنی حلقوں میں ایک مقبول اور محبوب آرٹ ہے۔ عرب دُنیا ہو یا بلادِ اسلامیہ کے دوسرے ممالک، انڈونیشا سے لے کر مراکش تک ہر ملک میں اس فن کے ادارے موجود ہیں اور ذاتی سطح پر اس کو سیکھنے اور سکھانے کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔

خط کی پیدائش اور ارتقاء کی قدیم تاریخ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کی تاریخی حیثیت کو ظہورِ اسلام کے زمانے سے شمار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں رائج خط ترقی یافتہ نہ تھا جب کہ مدینہ منورہ میں خط کی نسبتاً ترقی یافتہ شکل رائج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو نامہ ہائے مبارک دوسرے ممالک کے اہم فرمانرواؤں کو بھیجے گئے وہ اسی مدنی انداز کے رسم الخط میں لکھے گئے۔ یہ خط ذرا سی کوشش سے آج بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ اُس وقت تحریر کے حوالے سے اہم ترین فریضہ کتابتِ وحی کا تھا۔ کم و بیش چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کاتبانِ وحی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ نزولِ وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خوش خط صحابی کو بلوا لیتے اور نازل شدہ آیات کی کتابت کا حکم فرماتے اور ساتھ ہی ان آیات کے قرآن میں مقام کا تعین بھی فرما دیتے۔ یہاں یہ بات یقیناً اہل علم کی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ ترکی میں مصحفِ عثمانی کو بعینہٖ چھاپنے کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ یعنی متنِ قرآنی کی وہ چار (یا سات) عدد معیاری نقول جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیرِ نگرانی تیار کی گئیں اس مطبوعہ نسخے میں (جو 2005ء میں شائع کیا گیا) اُسی رسم الخط کا عکس شائع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کو پڑھنے کے لئے نسخے میں بھی ہر صفحہ پر متعلقہ عبارت دی گئی۔ شروع میں وہ تزئینی انداز بھی متعارف کرائے گئے ہیں جو اُس وقت نئی سورت کے لئے یا سجدہ، آیت کی علامت کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ اس نسخے میں ایک تو بہت بڑا سائز ہے اور وہ رنگین ہے۔ آپ گویا اُس مبارک دَور کی کاوش کو بطور اصل دیکھ لیتے ہیں۔ دوسرا نسخہ تقریباً ہمارے عام رسائل کے برابر ہے اور نسبتاً سادہ طباعت میں ہے۔

قرآنِ عالی شان کے فیضان سے مسلمانوں نے دو نئے فنون ایجاد کئے ـــــ ایک تو قرآن کو خوب سے خوب تر انداز اور معیار سے پڑھنا، دوسرے آیاتِ قرآنی کی کتابت میں بہتر سے بہتر معیار قائم کرنا۔ یوں تجوید و قراءت اور خطاطی باقاعدہ اور مستقل فنون کی حیثیت سے سامنے آئے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ خطاطی میں

---

* سینئر کیلیگر افسٹ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

بے حد و قیع اور متنوع انداز سے کام ہوا۔ مزید برآں تزئین کے طور پر نقاشی اور تذھیب کے استعمال نے قرآنی آیات کی خطاطی کو چار چاند لگا دیئے اور اہل فن نے ایسے ایسے مثالی فن پارے تخلیق کئے جو ایک طرف دل ونگاہ اور ذوق وشوق کو شاد کام کرتے ہیں تو دوسری طرف وحی کے الفاظ اور کلامِ ربّانی کی تاثیر رُوح کی گہرائیوں میں اُتر جاتی ہے۔ بعد ازاں اسی جذبے اور معیار سے ترقی کا عمل جاری رہا اور فنِ خطاطی ایک مستقل اور نہایت پر اثر روایت کی شکل میں سامنے آیا۔ اب فرامینِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام، اقوالِ صحابہؓ، حکمت کی باتیں وغیرہ بھی اہل فن کے شاہپاروں میں دکھائی دینے لگیں۔

خطاطی کے ارتقاء پر ایک نظر اور ڈالتے چلیں۔ نامہ ہائے نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں خط کی جو شکل تھی اسی نے ترقی پا کر خطِ کوفی کا نام پایا۔ اس میں شروع میں نقطے نہیں لکھے جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ خطِ کوفی نے کچھ ارتقائی مراحل طے کئے اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ بن گیا لیکن بعد کے آنے والوں نے اس کی سجاوٹ میں کمال کرتے کرتے اس کو مغلق بنا کر رکھ دیا، یعنی اب اس کا پڑھنا آسان نہ تھا۔ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے ایک وزیر ابن مقلہ (م 940ء) نے اپنی جدّت طراز افتادِ طبع سے چھ خط ایجاد کئے۔ مولانا جامی رحمہ اللہ کے الفاظ میں:

ابنِ مقلہ وضع کرد ایں شش خط از خطِ عرب ؎
ثلث و رَیحان و محقق، نسخ و توقیع و رقاع

خطِ نسخ ہی قرآنِ پاک کی کتابت کے لئے سب سے زیادہ استعمال ہوا۔ یہ خط پڑھنے میں آسان تھا اور اعراب کے تعین میں سہولت تھی اور نتیجتاً پڑھنے میں وضاحت پیدا ہو جاتی تھی، لہٰذا اس خط نے عملاً خطِ کوفی کو منسوخ کر دیا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ بعد میں ابن البواب (م 1031ء) نے خطِ نسخ اور محقق و ریحان میں نکھار پیدا کیا۔ مستعصم باللہ کے کتابدار اور باکمال خطاط یاقوت مستعصمی (م 1298ء) نے خطِ نسخ کو مزید بہتر شکل پر لکھنا شروع کیا۔ یاقوت اپنے وقت کے مثالی خطّاط ہوئے ہیں اور بعد میں آنے والوں نے زیادہ تر اُنہی کی پیروی کی لیکن ترکوں نے کمالِ مہارت کے ساتھ یاقوت کے خط میں نہایت حسین ترامیم کیں۔ ترک خطاطوں کے جدِ امجد استاد حمد اللہ اماسی (م 1520ء) ہوئے ہیں ان کے فوراً بعد احمد قرہ حصاری (م 1556ء) نے بھی خطِ نسخ میں بہت نام پایا اور دیگر خطوط میں بھی عمدہ معیار قائم کیا۔ ان کے بعد ترکی کے حافظ عثمان (1642ء - 1698ء) خطِ نسخ کے حوالے سے انتہائی اہم شخصیت ہیں اور انہیں جدید نسخ نویسوں کا امام کہا جاتا ہے۔ وہ عثمانی سلطنت کے خلیفۂ وقت کے بھی اُستاد تھے۔ ان کے زمانے میں خطِ ثلث، محقق اور ریحان وغیرہ کی شکلیں بھی کافی واضح اور ترقی یافتہ بن چکی تھیں لہٰذا بعد میں آنے والوں نے اسی کو بنیاد بنا کر ارتقائی منازل طے کیں۔ سلطنتِ عثمانیہ نے اپنے عروج کے دَور میں بہت بڑے مسلم (اور غیر مسلم) علاقوں میں اپنے اثرات مرتب کئے، ثقافتی حوالے سے

1 خط سیدہ اسماء عبرت خانم (ترکی) م 1780ء

2 خط عبدالرحمٰن حلمی (ترکی) م 1805ء

فنِ خطاطی (اور متعلقہ فنون) سلاطین عثمانیہ کے خصوصی ذوق وشوق کا ایک مظہر تھا۔ ترکی کے استاد الاساتذہ مصطفیٰ راقم (1757ء۔1826ء) سے لے کر سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے اور ترکی میں عربی رسم الخط پر پابندی لگنے کے وقت باکمال خطاطوں کی ایک بہت بڑی تعداد (جو اپنے فن میں منتہی کا درجہ رکھتے تھے) ہوگذری تھی۔ خلافت کے خاتمے کے وقت آخری رئیس الخطاطین احمد کامل آفندی (1862ء۔1941ء) اور معروف خطّاط عزیز الرفاعی (1871ء۔1934ء) نے مصر کا رُخ کیا۔

اُس وقت حکومتی سرپرستی سے محرومی کے بعد اس فن سے متعلق لوگوں پر مشکل وقت آیا۔ بعد کے آنے والوں میں سے اہم ترین ترک خطاط استاد حامد الآمدی (1891ء۔1982ء) ہوئے ہیں۔ انہیں بیسویں صدی کا سب سے بڑا خطاط قرار دیا گیا۔ حکمتِ ربّانی سے انہوں نے طویل عمر پائی۔ عسرت اور نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے گلستانِ خطاطی کی آب یاری نہایت ذوق وشوق اور توجہ سے کی۔ یہ انہی کا فیضان ہے کہ عالم اسلام اور یورپ میں عصر حاضر کے خطّاط عثمانی دَور کے عظیم ورثے سے اپنا رشتہ جوڑنے میں کامیاب رہے ہیں۔

اب ہم خطاطی کی اس خصوصی روایت کی طرف آتے ہیں جو منفرد اور بہت مبارک ہے، یعنی حلیۂ شریف۔ اسے حلیۂ سعادت اور حلیۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وخصوصیات کا تذکرہ ہے۔ اس میں زیادہ تر شمائلِ ترمذی میں مذکور ایک روایت کو کتابت کیا جاتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے بیان میں اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں مثلاً حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے بھی بعض روایات کو خطاطوں نے کتابت کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ پست قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار (گھنگریالے) تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سے پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سے گولائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں تھی (یعنی چہرۂ انور بالکل گول تھا نہ لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ

سفید سرخی مائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر (معمولی سے زائد) بال نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو سینہ مبارک سمیت اِس طرف توجہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے والے تھے نبیوں کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم زبان والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا (باجمال و باکمال) نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا"۔

انگریزی خواں حضرات کے لئے اسی روایت کا انگریزی ترجمہ پیش خدمت ہے:

As narrated by Hazrat Ali:

His height was not very short and was not very tall, he was of medium height. He had neither curly and nor short, nor straight and long hair, his hair was between curly and straight. He had a round face, clear white comlextion, large black eyes and long eyeless. He was large-boned and whide-shouldered. There was no hair on his chest from the middle to the abdomen. The palms of his his hands and soles of his feet were plump. When walked he walked in ease as inclined like descending a slope. When wanted to look to his right or left he used to rotate with his full body. The muhr-i-nubuvvet (the prophetic seal) was between his two shoulders. This was

3 خط محمدالوصفی (ترکی) م 1831ء

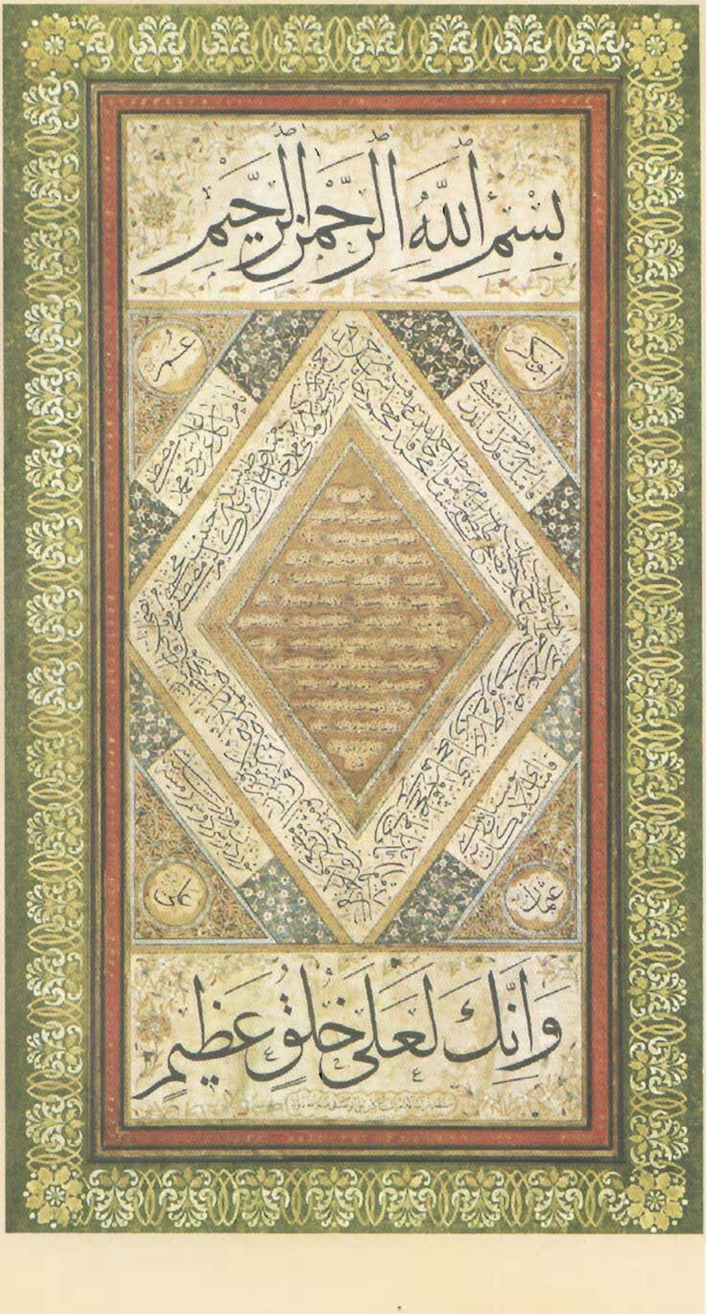

4 خط علی الوصفی (ترکی) م 1837ء